۳۷۔ حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ

تاریخ ولادت: ۱۲۰۱ھ　　　　مولد: جھنجھانہ

تاریخ وفات: ۴؍رمضان ۱۲۵۹ھ یا ۱۳۰۹ھ　　　　مدفن: جھنجھانہ

آپ حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مرشد ہیں۔آپ اپنے اخفاء حال کے لئے اور اپنے آپ کو چھپانے کے لئے کہ کسی کو پتہ نہ چلے کہ یہ کون ہیں،تھوڑی مدت کے لئے نہیں، بلکہ ساری عمر کے لئے انہوں نے ایک مشغلہ اپنے لئے تجویز کر رکھا تھا۔وہ یہ کہ چھوٹے بچوں کا مکتب پڑھاتے تھے،اور حال یہ تھا کہ۔۔۔

ایک لمحہ کی توجہ کا اثر

ایک دفعہ مکتب پڑھا رہے تھے۔مریدین پہنچ گئے۔تو حضرت ان کو تلقین کے لئے،ذکر،شغل وغیرہ بتانے کے لئے اس کمرے میں سے دوسرے کمرے میں تشریف لے گئے۔تو جو بچے تھے، تھوڑا دروازہ کھلا ہوگا،تو اس میں سے دیکھ رہے ہیں،کیا ہو رہا ہے۔تو ادھر انہوں نے دیکھا کہ حضرت گردن نیچی کئے آنکھیں بند کئے بیٹھے ہیں اور سامنے جو مہمان ہیں مریدین، وہ بھی آنکھیں بند کر کے بیٹھے ہوئے ہیں۔حضرت توجہ دے رہے ہیں۔تو ایک طالب علم بچوں میں سے،وہ اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا کہ چلو،تم بھی اسی طرح بیٹھ جاؤ،تو اس نے بٹھا دیا۔بچے بھی اسی طرح آنکھیں بند کر کے بیٹھ گئے۔

اتنے میں حضرت کمرہ سے فارغ ہو کر پہنچ گئے،تو دیکھا کہ یہ کوئی پیر بنا ہوا ہے اور وہ دوسرے طلبہ کو توجہ دے رہا ہے۔حضرت نے فرمایا کہ آؤ،ادھر آؤ،بیٹھو اسی طرح۔تھوڑی دیر حضرت نے اس کو بٹھایا،اس پر تو حال طاری ہو گیا،بچہ چلانے لگا۔

تھوڑی دیر کی توجہ کا اثر اس پر یہ ہوا کہ وہ شخص کہتا تھا کہ اس ایک لمحے کی حضرت کی توجہ کا اثر یہ ہوا کہ اس وقت تو مجھے محسوس ہوا کہ میرے جسم میں آگ لگ گئی اور حضرت اگر مجھے وہاں سے نہ اٹھا دیتے، تو نہ معلوم کیا ہوتا، لیکن اس کے بعد سے میرا حال یہ ہے کہ جب بھی میں اپنے بستر پر کالی رات میں سوتا ہوں، سردی کی رات میں لحاف اپنے سر اور چہرے پر تانے ہوئے ہوتا ہوں، دور محلّہ میں جو فلاں نیم کا درخت ہے اس کی ڈالی اور اس کے پتے کس طرف، ہوا کے رخ کی وجہ سے کس طرح ہل رہے ہیں، میں یہاں لحاف میں سے اس کو دیکھتا رہتا ہوں۔ یعنی قلب اتنا مجلّی ہوگیا کہ دور دور تک کا کشف ان کے لئے ایک عادی چیز ہوگئی۔

ایک دفعہ کہیں آگ لگی بہت بڑی۔ تو کسی نے آ کر گھبراتے ہوئے کہا کہ حضرت، بہت بڑی آگ لگی ہے، تو حضرت جھنجھانوی نے ٹوپی نکال کر کے دی۔ جاؤ، اس ٹوپی کو اس پر پھینک دو۔ یہ ٹوپی آگ پر پھینکی، فوراً آگ بجھ گئی۔

حضرت کی کرامت

کوئی آئے کہ حضرت، ہم دور سے آئے ہیں فلاں علاقے سے اور ہمارے یہاں یہ اتنا عرصہ ہوگیا بارش نہیں ہوئی اور کھیتیاں ختم ہو رہی ہیں اور بہت پریشان ہیں۔ حضرت اس وقت گنّا کھا رہے تھے، تو جو گنّا کھاتے ہوئے گنّا کو چبا کر پھینک دیا جاتا ہے، حضرت نے فرمایا کہ یہ چبا سکتے ہو؟ جو حضرت نے چبا کر پھینکا تھا، تو یہ تبرک تو اس نے ادھر اس کو منہ میں ڈالا اور اس کو چبانا شروع کیا کہ ادھر ان کے یہاں بارش شروع ہوئی۔

بہت عجیب وغریب ان کے حالات تھے۔ اور یہ بیعت تھے حضرت شاہ عبدالرحیم صاحب ولایتی رحمۃ اللہ علیہ سے۔ اور یہ تو چشتی سلسلہ تھا کہ حضرت ولایتی صاحب ارشاد بزرگ اور ان کے خلیفہ، ان کے مرید، حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ مگر جب اس علاقہ میں حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کا جب دورہ ہوا ہے اور اس علاقہ کا حضرت نے دورہ فرمایا ہے،

اس کے بعد بالاکوٹ تشریف لے گئے ہیں۔

جب اس دورہ میں سہارنپور کے علاقہ میں پہنچے، تو حضرت کے پیر صاحب شاہ عبد الرحیم صاحب ولایتی رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کرتے ہیں۔ انہوں نے خود بیعت کی اور اِن کو بلانے کے لئے بھیجا کہ جاؤ نور محمد کو بلا کر لاؤ، تا کہ وہ بھی بیعت کر لے۔

چند میل کے فاصلہ پر اپنے گاؤں میں تھے اور گھوڑے پر سوار اور گھوڑے کے اوپر بیٹھے ہوئے ہیں، گھوڑے کو پانی پلا رہے ہیں۔ کنارہ پر سے کھڑے ہو کر قاصد نے جو بلانے کے لئے آیا تھا، اس نے وہاں سے آواز دی اور کہا کہ حضرت شاہ عبد الرحیم صاحب آپ کو یاد فرما رہے ہیں کہ حضرت سید احمد شہید تشریف لائے ہوئے ہیں۔ ان کے ہاتھ پر ہم نے بھی بیعت کی ہے اور چلو، تم بھی آ کر ان سے بیعت ہو جاؤ۔ وہ بیعتِ جہاد لیتے تھے۔

یہ ایک صرف پیغام تھا، الفاظ تھے، مگر اس پیغام کی وجہ سے ان پر حال طاری ہو گیا، بیہوش ہو گئے۔ وہ جو قاصد تھے انہوں نے کافی دیر انتظار کیا۔ جب کچھ ہوش حواس ٹھیک ہوئے، تب اپنے ساتھ ان کو لے کر گئے اور وہاں حضرت جھنجھانوی نے بھی حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ بیعت کیا کی؟

یعنی اچانک بلایا تھا۔ یہ تو اپنے گھوڑے کو پانی پلانے کے لئے گئے ہوئے تھے اور قاصد آیا اور ان کے ساتھ چلے گئے۔ بیعت ہو کر ساتھ ہو لئے لشکر میں، ان کے ساتھ۔ یہاں سے (یوپی سے) لے کر وہاں بالاکوٹ تک، صوبہ سرحد تک یہ سفر طے ہوا۔ وہاں پہنچے، مگر کسی کام کی وجہ سے پھر حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت جھنجھانوی کو واپس بھیج دیا تھا۔ تو یہ اتنے بڑے صاحبِ نسبت بزرگ، مگر اپنے آپ کو انہوں نے ایک مکتب میں چھپا رکھا تھا کہ میں تو مکتب پڑھاتا ہوں۔

اتباع سنت کا حال

اتباع سنت کا حال یہ تھا کہ ایک مرتبہ کسی نے ایک شخص کے متعلق بتایا کہ حضرت، ان سے آپ نعت سنیں گے، تو لطف آ جائے گا، بہت اچھی نعت پڑھتے ہیں، ان کی آواز بڑی اچھی ہے۔ تو حضرت نے فرمایا کہ نہیں بھئی، نہیں سنتے۔ عرض کیا کیوں؟ بہت اچھی پڑھتے ہیں۔

فرمایا کہ بات یہ ہے کہ سماع کے مسئلہ میں اختلاف ہے اور بغیر آلات کے سماع ہو، اس میں بھی اختلاف ہے۔ ایک قول یہ ہے کہ یہ بھی نہ سنے کہ یہ تھوڑی دیر اچھا لگتا ہے، پھر آدمی اس کی پروا نہیں کرے گا کہ کہیں کوئی آلات کے ساتھ گا رہا ہے، تو وہاں بھی سر ہلائے گا کہ مزہ آ رہا ہے۔ اس لئے حضرت نے فرمایا کہ نہیں بھئی، یہ نہیں سنتے۔ اور وجہ بھی بیان فرمادی۔

یہ ہمارے یہاں کے آج کل کے اماموں کے لئے بڑی عبرت کی چیز ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ اصل میں بات یہ ہے کہ کبھی کبھی لوگ مجھے امام بھی بنا دیتے ہیں۔ اس لئے یہ ایک اختلافی مسئلہ، اتنا اختلافی مسئلہ، کسی سے نعت سن لینا کہ اکثر مفتیانِ کرام بلکہ اکثر کے یہاں اجازت ہے، کچھ ایسے ہوں گے کہ جنہوں نے سدِّ باب کے لئے کہ اس سے بھی دروازہ کھلتا ہے، اس سے منع کیا ہوگا۔

مگر یہاں محتاط قول پر عمل کیا اور سننا چھوڑ دیا کہ دوسروں کی نماز میں خراب کرنے والا نہ بنوں کہ اس مسئلہ میں اختلاف ہے اور امام کو کوئی ایسا کام نہیں کرنا چاہئے کہ جس سے اس کی امامت پر حرف آئے کہ اس نے ایسا کام کیا کہ جس میں اختلاف تھا۔ حضرت نے فرمایا کہ نہیں، نہیں سنتے، اس لئے کہ مزامیر کے بغیر بھی جو سماع ہو، اس میں بھی اختلاف ہے۔

ایک مکتب میں بیٹھ کر ساری عمر پڑھاتے رہے، اپنے آپ کو اس طرح چھپایا۔ آپ کے خلفاء میں حضرت حاجی صاحب اور مولانا شیخ محمد تھانوی رحمۃ اللہ علیہ، حضرت مولانا ضامن شہید رحمۃ اللہ علیہ، بڑے بڑے لوگ پیدا ہوئے۔

قبر شریف سے خوشبو

حضرت میاں جی نور محمد جھنجھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی قبر کی زیارت ایک دفعہ ہم نے بھی کی۔ ہم لوگ ایک دفعہ سہارنپور سے گئے تھے تھانہ بھون۔ حضرت مولانا مسیح اللہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے یہاں ایک شب قیام کیا، پھر وہاں سے جھنجھانہ پیدل گئے۔ تو وہاں جانے سے پہلے بہت سنتے تھے کہ برس ہا برس گزر گئے حضرت کو دفن کئے ہوئے، مگر اب تک وہاں خوشبو ہے۔

حضرت شیخ الاسلام مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ اپنے خلفاء میں سے خواص کو خاص طور پر وہاں پر بھیجتے تھے کہ جا کر ان کی قبر کے ساتھ جو ان کی مسجد ہے قبر کے متصل، اس میں چلّہ کرو۔ خود حضرت نے بھی وہاں چلّہ کیا تھا، چالیس دن کا اس مسجد میں اعتکاف کیا تھا۔ تو چلّہ کشی کے لئے ان کی وہ مسجد مشہور ہے۔

اس کی خصوصیت یہ سنی تھی کہ وہاں ایک خاص قسم کی خوشبو ہے جس کو ہر کوئی محسوس کر سکتا ہے۔ ہم لوگ وہاں اچانک پہنچے رات کے وقت عشاء کی نماز کے قریب، بالکل اندھیرا، وہاں بجلی نہیں تھی۔ ہم پہنچے تو کوئی بتانے کے لئے چراغ جلا کر لے آیا اور چراغ لے کر کے دروازہ کھولا اور پھر اندر لے گئے۔ پھر ہم نے دیکھا قبر شریف، اور وہ خوشبو، عجیب زبردست خوشبو تھی۔ اب بھی جتنے لوگ جاتے ہیں بتاتے ہیں وہ ہی خوشبو آج تک بھی ہے ان کی قبر سے برابر آ رہی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے جسموں کو بھی معطر کرے، مرنے کے بعد ہمارے لاشوں کو بھی معطر کرے، ہم سے ایسے اعمال سرزد ہوں کہ جو دنیا اور اس دنیا سے جانے کے بعد آخرت میں خوشبوؤں کے لئے اللہ تعالیٰ ان کو ذریعہ اور وسیلہ بنائے۔